حضرت مصلح موعود کی خدمت قرآن

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

اورزمین میں جتنے درخت ہیں اگرسب قلمیں بن جائیں اورسمندر(روشنائی ہوجائے اور)اس کے علاوہ سات اور سمندر بھی اس کی مدد کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہونگے۔یقینا اللہ کامل غلبہ والا(اور)صاحبِ حکمت ہے۔

انیسویں صدی کے نصف آخر کوہندوستان کی مذہبی تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔یہ وہ دور تھا جس میں ہندوستان میں جملہ مذاہب باہم دِگربرسرپیکار تھے اورملک ہندوستان مذہبی جنگوں کااکھاڑہ بناہوتھا۔یہ ایک ایساملک تھا جسمیں دنیاکے تقریباًتمام مذاہب کے نمائندے موجودتھے اورسب ہی ایک دوسرے پراپنے مذہب کی فوقیت ثابت کرنے کیلئے سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے۔بالخصوص عیسائیت،ہندمت اوراسلام کے مابیت توگھمسان کی جنگ جاری تھی۔اس جنگ میں سب سے زیادہ قابلِ رحم حالت مسلمانوں کی تھی۔جن کے نبی معصوم ﷺ اورکتاب مقدس قرآن کریم پرہرطرف سے ناپاک حملے کیے جارہے تھے۔نہ تواِن کے پاس ظاہری طاقت تھی ،نہ حکومت ،نہ علم،نہ سیاست،نہ اتحاد اورنہ ہی زرودولت۔باطنی اوراخلاقی طاقتیں بھی بہت حد تک مفقود ہوچکی تھیں۔ایمان ماضی میں کھوگیاتھا اورقرآن ثریاکی طرف اٹھ گیاتھا۔مولاناحالی نے مسدس حالی میں اس حالت کانقشہ اس طرح کھینچاہے۔

؎رہادین باقی نہ اسلام باقی　　　　اک اسلام کارہ گیانام باقی

؎اے خاصہء خاصانِ رُسُل وقت دعاہے　　　　امت پہ تری آکے عجب وقت پڑاہے

؎جودین بڑی شان سے نکلاتھاوطن سے　　　　پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اس کسمپرسی اورناطاقتی کی حالت میں‌مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اس میدانِ جنگ میں قدم رکھا۔اسلام کایہ بطلِ جلیل اورفتح نصیب جرنیل جب قرآنِ کریم کے معارف اورقبولیتِ دعاکے ہتھیار سے لَیس

ہوکر، دشمنانِ اسلام کی طرف بڑھا تو فاتح مفتوح ہونے لگے اور فتح و شکست کی کایا پلٹ گئی۔ اسلام دلوں میں رسخ ہونے لگا اور قرآن ثریا سے دنیامیں دوبارہ آگیا۔

آپ نے قرآنی دلائل اور قبولیت دعا کے معجزات کے ساتھ تمام مخالفین کو شکست دی اور ساری دنیا کو چینلج دیا کہ اگر وہ قبولیت دعا کا نشان دیکھنا چاہیں تو آپ اس کیلئے تیار ہیں اور آپ کے انہیں قبولیت دعا کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ، نشان مصلح موعودؓ ہے جب قادیان کے آریوں نے آپ سے نشان دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے خدا تعالیٰ کے اذن سے اس مقصد کے حصول کیلئے 1886ء میں ہوشیار پور میں جاکر وہ مشہور چلہ کشی کی جس کی تضرعات کو سُن کر خدا کی رحمت جوش میں آئی اور آپ کو نشانِ رحمت کے طور پر ایک عظیم الشان بیٹے کی ولادت کی خوشخبری عطا کی گئی۔

آج کی اس محفل میں خاکسار کو اِس عظیم الشان فرزندِ دلبند گرامیٔ ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کے تازیست جہاد کے ایک پہلو خدمتِ قرآن کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

معزز حاضرین!

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کوئی عام خادمِ قرآن نہ تھے، نہ آپ کی خدمت قرآن عام علماء کی طرح تھی کہ ایک تفسیر لکھ دی اور بس۔ بلکہ آپ کی اس دنیامیں آمد سے بھی پہلے ملائِ اعلیٰ میں آپ کی اس خدمت قرآن کو تذکرہ تھا جو آپ کے لیے مقدر ہو چکی تھی اور اس کی بازگشت الہام کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوشیار پور میں اس طرح نازل ہوئی کہ آپ نے علی الاعلان دنیا کو بتایا کہ خدا اپنی قدرتوں کا ایک عظیم نشان دکھانے والا ہے وہ نو سال کے عرصہ میں مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کرے گا جو خدمتِ قرآن میں دنیامیں نام پیدا کرے گا اور قرآن کی بے نظیر خدمت کرے گا۔ حضور کو اس سلسلہ میں جو الہام ہوا اُس میں سے چند الفاظ پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:۔

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعائوں کو اپنی رحمت سے بپایہء قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قبولیت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح

اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر تجھ پر سلام۔خدانے یہ کہاتاجوزندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اوروہ جوقبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں تادینِ اسلام کاشرف اورکلام اللہ کامرتبہ لوگوں پر ظاہرہواور تاحق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔"

(اشتہارمشمولہ آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلدنمبر5صفحہ647)

سامعین کرام!

حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کاہرلمحہ گواہ ہے کہ خداکے فضل سے آپ کومختلف رنگوں میں خدمتِ قرآن کی غیرمعمولی توفیق ملی۔نوجوانی کی عمرسے ہی آپ کی زبان وقلم سے قرآن مجید کے معارف خارق عادت طورپرظاہر ہوتے رہے۔اگریہ امر بھی ذہن میں رہے کہ بچپن سے ہی کمزوری صحت کی وجہ سے آپ کی ظاہری تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی توقرآنی معارف کابیان اور بھی غیرمعمولی حیثیت اختیارکر جاتاہے۔قرآنی معارف وحقائق سکھانے کاوعدہ توخدا نے پیشگوئی میں خود فرمایاتھا کہ آپ کوعلومِ ظاہری وباطنی سے وہ خود پُرکرے گا۔چنانچہ اسی طرح ہوا اورخدا نے آپ کوفرشتوں کے ذریعہ قرآنی علوم ومعارف سکھائے آپ نے تین ماہ میں قرآن مجید اوردوماہ میں بخاری کی تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے اس طرح حاصل کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول خود جلدجلد پڑھتے جاتے تھے اورآپؓ صرف سنتے جاتے تھے اورتازندگی یہ سلسلہ اس طرح چلتارہاکہ دنیاکیلئے چیلنج بن گیا۔آپ فرماتے ہیں:

میں وہ شخص تھا جسے علومِ ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھامگرخدانے اپنے فضل سے فرشتوں کومیری تعلیم کیلئے بھجوایااورمجھے قرآن کے اُن مطالب سے آگاہ فرمایاجوکسی انسان کے وہم اورگمان میں بھی نہیں آسکتے تھے ،وہ علم جوخدانے مجھے عطافرمایااوروہ چشمہء روحانی جومیرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یاقیاسی نہیں ہے بلکہ ایساقطعی اوریقینی ہے کہ میں ساری دنیا کوچیلنج کرتاہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پرکوئی شخص ایسا ہے جویہ دعوٰی کرتاہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایاگیاہے تومیں اُس سے ہروقت مقابلہ کیلئے تیارہوں لیکن میں جانتاہوں آج دنیاکے پردہ پرسوائے میرے اورکوئی شخص نہیں جسے خداکی طرف سے قرآن کریم کاعلم عطافرمایا گیاہو۔خدانے مجھے علمِ قرآن بخشاہے اوراس زمانے میں اُس نے قرآن سکھانے کیلئے مجھے دنیاکااستاد مقرر کیاہے۔ (الموعود صفحہ210,211)

ایک اورموقع پر فرمایا:۔

”میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیاہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہاہوں مگراب میں خداکے فضل سے کہتاہوں کہ کسی علم کامدعی آجائے اورایسے علم کامدعی آجائے جس کامیں نے نام بھی نہ سنا ہواوراپنی باتیں میرے سامنے مقابلہ کے طورپر پیش کرے اورمیں اُسے لاجواب نہ کردوں توجواس کاجی چاہے کہے۔ضرورت کے وقت ہرعلم خدامجھے سکھاتاہے اورکوئی شخص نہیں جومقابلہ میں ٹھہرسکے۔“ (ملائکۃ اللہ صفحہ 53)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرشتوں کے ذریعے اپنی تعلیم کاذکرکرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”رؤیامیں میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھامیں نے دیکھاکہ میرادل ایک کٹورے کی طرح ہے۔جیسے مرادآبادی کٹورے ہوتے ہیں۔اس کوکسی نے ٹھکوراہے جس سے ٹن ٹن کی آواز نکل رہی ہے اورجوں جوں وہ آواز دھیمی ہوتی جاتی ہے مادے کی شکل میں منتقل ہوتی جاتی ہے۔ہوتے ہوتے اس میں ایک میدان بن گیا اُسمیں سے مجھے ایک تصویر سی نظرآئی جوفرشتہ معلوم ہونے لگا۔میں اس میدان میں کھڑاہوگیا اس فرشتے نے مجھے بلایا اورکہاکیا میں تم کوسورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائوں؟ میں نے کہاسکھائو۔اس نے سکھاناشروع کیا۔سکھاتے سکھاتے جب اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پرپہنچا توکہنے لگا تمام مفسرین میں سے کسی نے اس سے آگے کی تفسیرنہیں لکھی سارے کے سارے یہاں آکررہ گئے ہیں لیکن میں تمہیں اگلی تفسیربھی سکھاتاہوں چنانچہ اس نے ساری سکھائی۔جب میری آنکھ کھلی تومیں نے اس بات پرغورکیا اس کاکیامطلب ہے کہ تمام مفسرین نے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ تک کی تفسیرکی ہے آگے کسی نے نہیں کی ۔اس کے متعلق میرے دل میں یہ تعبیرڈالی گئی کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُوَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ تک توبندے کاکام ہے جواِس جگہ آکرختم ہوجاتاہے آگے اِہۡدِنَاالصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ سے خداکاکام شروع ہوجاتاہے توتمام مفسرین کے اس حصہ کی تفسیرنہ لکھنے کامطلب یہ ہے کہ انسان اس حصہ کی تفسیرتوکرسکتاہے جوانسانوں سے متعلق ہے اورجن کاموں کوانسان کرتاہے ان کوبیان کرسکتاہے مگراس حصہ کی تفسیرکرنااس کی طاقت سے باہرہے جس کاذکرخداتعالیٰ سے تعلق رکھتاہے۔“

(رؤیاوکشوف سیدنامحمود صفحہ 6,7)

سامعین کرام!

حضرت مصلح موعو د رضی اللہ عنہ نے خدا سے رشدوہدایت پاکر خدمتِ قرآن کاکام شروع کیااور تمام دنیاکوللکار کر چیلنج دیاکہ چونکہ میں نے خداکی خاص ہدیات ومدد سے قرآن کریم کی خدمت کامعجزہ پایاہے اس لیے کوئی میرامقابلہ نہیں کرسکتا۔آپؓ فرماتے ہیں:۔

''قرآن کریم کووہ عظمت حاصل ہے جودنیاکی کسی اورکتاب کوحاصل نہیں اوراگرکسی کایہ دعوٰی ہوکہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تومیں چیلنج دیتاہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔اگرکوئی وید کاپیروہے تووہ میرے سامنے آئے۔اگرکوئی توریت کاپیروہے تووہ میرے سامنے آئے اگرکوئی انجیل کاپیرو ہے تووہ میرے سامنے آئے اورقرآن کریم کاکوئی ایسااستعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کومیں بھی استعارہ سمجھوں پھرمیں اس کاحل قرآن کریم سے ہی نہ پیش کروں تووہ بے شک مجھے اس دعوٰی میں جھوٹاسمجھے،لیکن اگرپیش کردوں تواسے ماناپڑے گاکہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیاکی اورکوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔'' (سوانح فضل عمر جلدنمبر3،صفحہ151)

حضورؓنے خدائی رشدوہدایت کے سایہ تلے جوخدمتِ قرآن کی اِس کی مدح غیروں نے بھی کی آپ کے سامنے ایک اشدترین مخالف کی تحریر پیش ہے۔مولاناظفرعلی خان صاحب فرماتے ہیں:

''کان کھول کرسُن لو۔تم اورتمہارے لگے بندھے مرزامحمود کامقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے مرزامحمود کے پاس قرآن ہے اورقرآن کاعلم ہے تمہارے پاس کیادھراہے۔'' (بحوالہ خطاباتِ طاہر قبل ازخلافت صفحہ178)

سامعین کرام!

سیدناحضرت مصلح موعودؓ نے قرآن کریم کی خدمت جس رنگ میں کی ہے اس کے تمام پہلوئوں پرتو اس مضمون میں تفصیلی روشنی نہیں ڈالی جاسکتی صرف چندباتیں خاص خاص پیشِ خدمت ہیں۔

معززحاضرین!

سب سے پہلی بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آپؒ کا اٹھنا بیٹھنا، بولنا، سکوت تمام کا تمام قرآن کریم کے منبع سے ہی پھوٹتا تھا آپؒ کی فکر و نظر کا منبع قرآن تھا۔ آپؒ گفتگو فرماتے تھے تو قرآن کی تفسیر ہوتی تھی، تقریر فرماتے تھے تو قرآن کی تفسیر ہوتی تھی، تحریر فرماتے تھے تو قرآن کی تفسیر ہوتی تھی۔

آپ نے زندگی میں کم و بیش دو ہزار خطباتِ جمعہ ارشاد فرمائے۔ جلسہ سالانہ اور عیدین کی تقاریر و خطبات کے علاوہ خدام، انصار، اطفال ولجنہ، مجلس تشحیذ الاذہان، مدرسہ احمدیہ، جامعہ احمدیہ، جامعۃ المبشرین، مجلس ارشاد، انجمن ترقی اسلام، انجمن اشاعت اسلام، کشمیر کمیٹی وغیرہ کی مختلف تقاریب اور جلسوں میں آپؒ کی ہزاروں پر معارف تقاریر و مضامین سب کا منبع قرآن کریم ہی تھا۔ جب آپؒ تقریر کرتے تھے تو جس سوز و گداز سے آپ تلاوت فرماتے تھے اور قرآن کا عشق جس طرح آپ کے چہرے پر چھا جاتا تھا اُس کی وجہ سے لوگ گھنٹوں محویت کے عالم میں، مست ہو کر ان تقاریر کو سنتے تھے۔ کوئی ایک دل بھی تھکتا نہیں تھا کیونکہ آپؒ کے کلمات سراپا قرآن میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ حضورؒ کی تقاریر کے متعلق یہ تاثر صرف آپ کے عشاق کا ہی نہیں بلکہ غیروں کا بھی ہے۔ ایک موقع پر لاہور میں علامہ اقبال کو ایک جلسے کی صدارت نصیب ہوئی جس میں حضور نے تقریر فرمائی اس کے صدارتی کلمات میں علامہ اقبال نے کہا:

" ایسی پُر از معلومات تقریر بہت عرصے کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے اور خاص کر جو قرآنِ شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے۔ میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ زائل نہ ہو جائے اس لیے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔"

(الفضل 15/مارچ 1923ء بحوالہ خطاباتِ طاہر قبل از خلافت صفحہ 179)

درس القرآن

آپؒ کی خدمتِ قرآن میں سب سے زیادہ ذکر آپؒ کے درسِ قرآن کا آتا ہے آپؒ نے خلافت سے قبل 1910ء سے ہی درس دینا شروع کر دیا تھا اور یہ سلسلہ زندگی کے آخری سانس تک جاری رہا۔ حضورؒ عورتوں اور مردوں میں علیحدہ علیحدہ درس ارشاد فرماتے تھے۔

1928ء میں حضورؓ نے ایک خاص درس کااہتمام فرمایا۔اس کیلئے اخبار الفضل میں باربار اعلان کیاگیا۔درس میں شمولیت اختیارکرنے والوں کی قبل ازوقت فہرستیں تیارکی گئیں۔یہ خصوصی درس 8/اگست 1928ء کومسجداقصیٰ قادیان میں شروع ہو اور6/ستمبر1928ء کواختتام پذیرہوا۔

آپؓ نے ساری زندگی درس قرآن کاسلسلہ جاری رکھااوریہی نصیحت جماعت کو بھی فرمائی کہ:

''قرآن کریم پڑھنے کابہترین طریق یہ ہے کہ درس جاری کیاجائے بہت سی ٹھوکریں لوگوں اس لیے لگتی ہیں کہ وہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے پس ضروری ہے کہ ہرجگہ قرآن کریم کادرس جاری کیاجائے۔۔۔تاکہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیداہو۔۔۔میں سمجھتاہوں درس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں‌میں قرآن کریم کی محبت راسخ ہوجائے گی اوربہت سے فتن کاآپ ہی آپ ازالہ ہوجائے گا۔'' (سوانح فضل عمرجلدسوئم صفحہ145)

حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات اورہدایات کے مطابق آج خلافتِ احمدیہ کی راہنمائی میں‌دنیابھرکی احمدی جماعتوں میں روزانہ درسِ قرآن کریم جاری ہے اورعشاقِ قرآن اپنے محبوب آقاکے جاری فیض سے مستفیذ ہورہے ہیں۔

سامعین کرام!

حضرت مصلح موعودؓ کی خدماتِ قرآن میں ایک اہم خدمت قرآنِ کریم کے تراجم ہیں۔حضور نے خود تفسیر صغیر کے نام سے قرآن کریم کاعام،سادہ ،آسان فہم ترجمہ بعض تشریحی نوٹس کے ساتھ کیا۔اس ترجمہ کے محاسن وخوبی کابیان ایک علیحدہ مجلس کوچاہتاہے۔اس کے علاوہ آپؓ کے عہد مبارک میں دنیاکی 15زبانوں میں قرآنِ کریم کاترجمہ ہو جن میں‌جرمن،ڈچ، ڈینش،فرانسیسی،ہسپانوی،اٹالین،روسی،پرتگیزی اورافریقہ کی بعض زبانیں شامل ہیں۔

آپؑ کے ذریعہ ترجمہ، قرآن کا جو عظیم کام شروع ہوا وہ آج تقریباً سو زبانوں پر محیط ہو چکا ہے اورانشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب دنیا کی ہر قوم کی اپنی زبان میں ترجمہ قرآن مہیا ہو گا اور ہر قوم اس چشمہء سے پانی پیے گی اور اپنے اس محسن کی روح پر دعائیں بھیجے گی اور حضور کا یہ شعر مجسم ہو کر سامنے آجائے گا کہ:

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

معزز سامعین!

آپ کی خدمات قرآن میں سے ایک عظیم الشان خدمت تفسیر کبیر ہے جو 10 ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے، اگرچہ یہ مکمل قرآن کی تفسیر نہیں تاہم اپنی ذات میں یہ اتنی مکمل ہے کہ علومِ قرآن کریم کے متعلق کوئی ایسا موضوع نہیں جو اِس میں بیان نہ ہوا ہو۔ حروف مقطعات ، سائنس، آثار قدیمہ، تاریخِ امم سابقہ ، اسلامی اصول و قوانین، فقہی علوم، معاشرتی قواعد وضوابط، اسلام و قرآن پر اعتراضات کے جوابات، سیرۃ النبی ﷺ ، سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، وغیرہ مضامین سے پُر تفسیر پڑھنے والے پر وجد طاری کر دیتی ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے جو دیگر علماء کی تفسیروں سے ہٹ کر نئے اسلوب سے بیان کی گئی ہے دیگر علماء نے تو صرف سلف کی خوشہ چینی کی تھی مگر حضورؓ نے خدا سے علم پا کر تفسیر لکھی اور دنیا کو یہ بتایا کہ قرآنی حقائق و معارف نہ ختم ہوئے نہ کبھی ہوں گے۔ ہاں ان علوم کو پانے کیلئے وہ دل درکار ہے جس پر علمِ الٰہی نازل ہو۔ وہ نظر چاہیے جو روحانی بصارت سے معمور ہو، وہ فکر چاہیے جو خدا کے فرستادہ کی تابع ہو۔ تب خدا نئے نئے علوم عطاء کرے گا۔

معزز سامعین!

قرآن کا ترجمہ کرنا اور تفسیر لکھنا اپنی ذات میں ایک عظیم کام ہے لیکن اس کو آگے دنیا تک پہنچانا اس سے بھی مشکل امر ہے۔ لیکن خدا کے اُس مامور خلیفہ، علومِ ظاہری و باطنی سے پُر دل، ذہانت و فطانت کے شاہکار ذہن نے خدائی ہدایت کے مطابق قرآنی علوم کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کیلئے وہ بے مثل نظام تشکیل دیا جو آج تحریکِ جدید کے نام سے ہمارے سامنے ہے اور اس نظام کے تحت قرآنی علوم و معارف کے جاننے والے علماء کی تیاری کیلئے حضرت اقدس

مسیح موعودعلیہ السلام کے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کوجامعہ احمدیہ کی شکل دی۔آپؓ نے اس نظام کی بنیاد کی غرض بیان کرتے ہوئے اور اس میں شمولیت کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو،اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو،ایک دفعہ پھراس نوبت کواس زور سے بجائوکہ دنیاکے کان پھٹ جائیں۔ایک دفعہ پھراپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھردو۔ایک دفعہ پھراپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھردوکہ عرش کے پائے بھی لرزجائیں اورفرشتے بھی کانپ اُٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اورتمہارے نعرہائے تکبیراورنعرہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خداتعالیٰ زمین پرآجائے اورپھر خداتعالیٰ کی بادشاہت اِس زمین پر قائم ہوجائے اسی غرض کیلئے میں نے تحریکِ جدید کوجاری کیا ہے اوراسی غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتاہوں۔سیدھے آئو اورخداکے سپاہیوں میں داخل ہوجائو۔محمدؐرسول اللہ کاتخت آج مسیح نے چھینا ہواہے تم نے مسیحؑ سے چھین کرپھروہ تخت محمدؐرسول اللہ کودیناہے اور محمدؐرسول اللہ نے وہ تخت خداکے آگے پیش کرناہے اورخداتعالیٰ کی بادشاہت دنیامیں قائم ہونی ہے۔پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلوکہ میں جوکچھ کہہ رہاہوں وہ خدا کہہ رہاہے۔میری آواز نہیں ہے، میں خداکی آواز تم تک پہنچارہاہوں تم میری مانو،خداتمہارے ساتھ ہو،خداتمہارے ساتھ ہو،خداتمہارے ساتھ ہواورتم دنیامیں بھی عزت پائو اورآخرت میں بھی عزت پائو۔“

(سیر روحانی صفحہ620)

چنانچہ آج دنیاکے دس سے زائد ممالک میں قائم جامعات آپؓ کے اسی عزم وولولہ کولے کر ایسے علماء تیار کرنے میں مصروف ہیں جن کے ذریعہ قرآن کاپیغام انشاء اللہ دنیاکے ہرفرد تک پہنچے گا اورضرورآسمانی بادشاہت آپؓ کے خادموں کے ذریعہ دنیامیں قائم ہوگی۔انشاء اللہ

سامعینِ کرام!

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمتِ قرآن کے ذکرمیں ایک اہم ذکرآپؓ کی ان خصوصی تقاریر کاہے جوآپ نے مختلف جلسہ سالانہ کے مواقع پرفضائل القرآن کے نام سے ارشادفرمائیں۔ان تقاریر کے ذریعہ سے آپ نے جہاں ایک طرف قرآنی حقائق ومعارف بیان فرمائے وہاں محبت قرآن اورخدمتِ قرآن کابیج ہراحمدی کے دل میں بودیا۔جوخداکے فضل سے بڑھتاجارہاہے۔آپؓ نے ان تقاریرمیں قرآن سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں مضامین بیان

فرمائے جن میں ضرورتِ قرآن، حفاظت وجمع قرآن، ترتیب قرآن، مقطعات کا حل، قرآنی فضیلت کی 26 وجوہات ودیگر سینکڑوں مضامین شامل ہیں۔

اسی طرح قرآنی معارف کے بیان کا ایک سلسلہ "سیر روحانی" کے نام سے تقاریر کا شروع فرمایا۔ جس کا ہر ہر لفظ آپ کے عشقِ قرآن کی غمازی کرتا ہے۔

سوا تین سو صفحات سے زائد پر مشتمل دیباچہ تفسیر القرآن تحریر فرمایا جس میں ضرورتِ مذہب کے بنیادی سوال کا دلچسپ اور مکمل جواب پیش کیا گیا ہے۔ نیز مختلف مذاہب کی تعلیما ت سے قرآنی تعلیمات کا موازنہ کرکے ثابت کیا ہے کہ زندہ کتاب صرف قرآن ہے۔

سامعین کرام!

حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت قرآن کا ایک عظیم الشان پہلو قرآن کریم پر غیر مذاہب کی طرف سے ہونے والا اعتراضات کا بڑی شان سے جواب دینا ہے۔ آپؓ نے اپنے آقا و مطاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں قرآن کی طرف آنے والے ہر تیر کو روکا، ہر حملہ کا منہ توڑ جواب دیا اور تمام مخالفین قرآن کو لاجواب کر دیا۔

وہ لوگ جو نئے نئے فلسفے لے کر اٹھے، نئے نئے علوم لے کر قرآن پر حملہ آور ہوئے آپؓ کے جوابات کے سامنے جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ نفسیات کے عالم فرائیڈ کے اعتراضات ہوں یا مستشرقین میں سے بڑے بڑے مستشرقین وہیری، نولڈکے، جیمز روڈویل، ولیم میور اور آرنلڈ جیسے بڑے بڑے مستشرقین کے وہ اعتراضات جن کے سامنے مسلمان علماء کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ آپؓ نے قرآنی دلائل سے ان کے پرخچے اڑا دیئے۔

آپؓ کی خدمت قرآن کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے امت محمدیہ کو جو باوجود قعر مذلت میں گری ہوئی اور ہر طرف سے ذلت اور سختی دیکھنے کے جہاد بالسیف کی طرف مائل ہو رہی تھی یہ بتایا کہ صرف اور صرف قرآن ہی ہے جو تمہیں بچا سکتا ہے۔ اگر خود کو بچانا ہے تو آؤ قرآن پر عمل کرو اور ہمیں بتایا کہ تم جو مسیح الزمان کو مان چکے ہو تم کس طرح غالب آ سکتے ہو۔ چنانچہ آپ نے سورہ فرقان کی آیت نمبر 31 وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا کی تفسیر میں فرمایا:

”یہ تباہی جو عملی اور اعتقادی لحاظ سے مسلمانوں پر آئی اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا اور اس پر عمل کرنا ترک کر دیا اگر وہ قرآن پر عمل کرتے تو جس طرح صحابہؓ ساری دنیا پر غالب آ گئے تھے اسی طرح وہ بھی غالب آ جاتے اور کفر اور شیطنت کا نشان تک دنیا سے مٹ جاتا......بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی س تک قرآن کریم کا ایک ایک کلمہ، اس کا ایک ایک لفظ اور اس کا ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے کیلئے سلام کا پیغام لے کر آیاہے اور اپنے اندراتنی طاقت رکھتاہے کہ اگراب بھی مسلمان خداتعالیٰ کے پیغام کے جواب کیلئے تیارہوجائیں اور اس کی اطاعت کیلئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیں تویقینا ان کی دنیابدل سکتی ہے“
(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 484,485)

نیز فرمایا:

”قرآنِ کریم کونذیر قرار دے کراس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم قرآنِ کریم کوباربارپڑھو اور اُسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش کرو یہاں تک کہ جب تم بولوتو تمہاری زبانوں سے قرآنِ کریم جاری ہو اورجب تم لکھوتوتمہاری قلموں سے قرآن کریم جاری ہو۔تمہارے خیالات اور تمہارے جذبات اور تمہاری خواہشات سب کی سب قرآنِ کریم کے تابع ہوں۔جب تک تمہاری زبانوں سے قرآن کریم نہیں بولے گا اورجب تک تمہاری قلموں سے قرآنِ کریم نہیں نکلے گا اُس وقت تک دنیا تمہارے ذریعہ سے ہدایت نہیں پاسکتی۔“ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 430)

آپؓ کی خدمتِ قرآن کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپؓ نے اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں دنیا کو یہ بتایا کہ زندہ معجزہ صرف قرآن ہے۔سب کتابیں مر چکیں مگر قرآن کا معجزہ زندہ ہے اور اب یہی قرآن ہے جو دنیا میں غلبہ کی دلیل ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

”یہ ایک بہت بڑا نشان تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے سونٹا پھینکا اور وہ سانپ بن گیا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونٹا مارا اور دریا پھٹ گیا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونٹا مارا اور چٹان سے پانی بہہ نکلا۔پھر بھی اس صداقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موسیٰ کے عصا کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو جو عصا عطا فرمایا وہ

اتنا عظیم الشان ہے کہ موسیٰ کے عصا سے بحیرہ قلزم کا پھٹنا یا ان کے عصا سے پتھر کی چٹانوں سے پانی بہہ نکلنا یا خود ان کے عصا کا سانپ بن کر لوگوں کو دکھائی دینا اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔

موسیٰ کا عصا بے شک بڑے بھاری نشانات کا حامل تھا مگر آج دنیا میں کہیں موسوی عصا کا نشان نہیں۔وہ عصا موسیٰ کے ہاتھ میں رہا اور موسیٰ کی وفات کے ساتھ ہی اس کی نشان نمائی کا معجزہ ختم ہو گیا۔مگر محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ عصا عطا فرمایا۔جس پر انسانوں کی موت اور زمانہ کی گردشیں کوئی اثر نہیں کر سکتیں جسے دنیا کی بڑی سے بڑی حکومتیں بھی توڑنے کی طاقت نہیں رکھتیں اس عصا کو نہ کوئی زمینی کیڑا کھانے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ کوئی آسمانی صاعقہ اسے صفحۂ ہستی سے معدوم کر سکتا ہے۔وہ عصا جو آج بھی کفر کے سر کو پاش پاش کر رہا ہے اور قیامت تک شیطان کے پھیلائے ہوئے جالوں اور اس کی رسیوں کو نگلتا چلا جائے گا قرآن کریم ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا گیا اور مسلمانوں سے کہا گیا کہ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (فرقان:نمبر53) کہ تم قرآن کو ہاتھ میں لو اور اس کے ذریعہ سے کفار سے جہاد کبیر کرو گویا قرآن کریم ایک کتاب ہی نہیں بلکہ وہ ایک کامیاب ہتھیار بھی ہے جس سے کفر و شیطنت کی پھیلائی ہوئی ظلمتوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 125)

معزز سامعین!

سیدنا حضرت مصلح موعودرضی اللہ عنہ کی خدمت قرآن کا سلسلہ آپ کی زندگی کے ایک ایک لمحہ پر محیط تھا۔جس کا تذکرہ بہت طویل وقت کا متقاضی ہے۔قرآن ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا ، قرآن آپ کی روح کی غذا تھی۔ قرآن آپ کے دل کی تمنا تھی۔اور قرآن کو دنیا پر غالب کرنا ہی آپ کا مقصد حیات تھا۔اسی مقصد کے لئے آپ نے زندگی گذاری اور اسی مقصد کو اپنے متبعین کو بھی مد نظر رکھنے کی تلقین تھی۔آپ کی خواہش تھی کہ جماعت کا ہر فرد قرآن کا عالم بن جائے۔آپ نے اپنے ایک دعائیہ شعر میں اس کا اس طرح اظہار فرمایا:

پانی کر دے علومِ قرآں کو گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش

آپ اپنے ماننے والوں اور متبعین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

” قرآن کریم وہ شان و شوکت اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کے ذریعہ توپ و تفنگ کے بغیر بھی دنیا کو فتح کیا جا سکتا ہے۔اس میں‌کوئی شبہ نہیں کہ اب دوسرے مسلمانوں میں بھی بیداری اور قربانی کی روح پیدا ہو رہی ہے لیکن قربانی کی وہ روح توپ و تفنگ کی طرف لے جاتی ہے۔بیشک موجودہ دور کا مسلمان آج سے سو یا پچاس سال قبل کے مسلمانوں کی نسبت زیادہ بیدار ہے لیکن وہ توپوں اور تلواروں کی طرف بھاگ رہا ہے وہ حسرت سے ایٹم بم بنانے والوں کی طرف دیکھ رہا ہے اور اس امید میں ہے کہ وہ اسے صدقہ کے طور پر کچھ ہتھیار دے دیں۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ تمہاری توپ قرآن ہے، تمہاری رائفل قرآن ہے، تمہاری بندوق قرآن ہے، تمہاری پستول قرآن ہے۔قرآن وہ ہتھیار ہے جس سے تم نے دنیا کا سر کچلنا ہے۔ پس تم فتح کے لئے اس امر کے محتاج نہیں ہو کہ انگلستان تمہیں توپیں دے۔تم فتح کے لئے اس امر کے محتاج نہیں ہو کہ امریکہ تم پر مہربان نہیں ہو کہ امریکہ تم پر مہربان ہو اور ایک دو ایٹم بم دے دے یا فرانس اور جرمن تمہیں کیمیاوی چیزیں پیدا کر کے دے بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم قرآن کریم لو اور دنیا کو فتح کر لو۔“

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ125-126)

تقریرکے پر مَیں ایک ارشاد پڑھ کر اپنی گذارشات کو ختم کرتا ہوں جس میں قرآن کریم کے بارے میں حضور ہمیں ہماری ذمہ داری کی طرف توجہ لاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

” اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو اس لئے نازل فرمایا ہے تاکہ یہ قرآن تمام دنیا کے لئے نذیر ہو۔پس اگر کوئی چیز دنیا کو بیدار کر سکتی ہے اور اگر کوئی کلام دنیا کو ڈرا سکتا ہے تو وہ صرف قرآنِ کریم ہی ہے اورجب قرآن کریم ہی دنیا تو بیدار کر سکتا ہے اور وہی دنیا کی ہدایت کا موجب بن سکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک نے قرآن کریم پڑھا ہے یا کیا اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش نہیں کی تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم اسلام کے سپاہی نہیں کیونکہ ہم نے اس ہتھیار کی طرف توجہ نہیں کی جس کے ذریعہ سے یہ دنیا فتح ہو سکتی ہے۔پس قرآن کریم کو نذیر قرار دے کر اس طرف توجہ لائی گئی ہے کہ تم قرآن کریم کو بار بار پڑھو اور اسے سمجھنے اور پھلانے کی کوشش کرو۔یہاں تک کہ جب تم بولو تو تمہاری زبانوں سے قرآن کریم جاری ہو اور جب تم لکھو تو تمہاری قلموں سے قرآن کریم جاری ہو اورتمہارے خیالات اور تمہارے جذبات او ر تمہاری خواہشات سب کی سب قرآن کے تابع ہوں۔

جبتک تمہاری زبانوں سے قرآن کریم نہیں بولے گا اور جبتک تمہاری قلموں سے قرآن کریم نہین نکلے گا اس وقت تک دنیا تمہارے ذریعہ سے ہدایت نہیں پا سکتی۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ430)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ارشادات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین